© rasailojaraid.com

محمد جہانگیر جلال الدین سلفی

عہد نبوت میں حدیث رسولﷺ کی تعلیم وترویج

اللہ تعالیٰ نے عرب قوم کو متحد کر دیا جبکہ وہ متعدد قبائل‘ مختلف مذاہب اوران گنت گروہوں میں بٹی ہوئی تھی‘ لیکن اسلام کی آمد نے ان کے کلموں اور صفوں کو درست کر دیا اوران کے بیچ وحدت و یگانگت پیدا کر دی اور وہ ایک جسم و جاں کی مانند ہوگئی کہ اگر ان میں سے کسی ایک عضو کو تکلیف پہنچی تو سارے اعضاء پریشان و حیران ہو جاتے‘ پھر امت مسلمہ مغرب ومشرق میں اسلام کی نشرواشاعت کرتی رہی اوراپنے پیغام و پیام کو دنیا کے چپے چپے میں پھیلاتی رہی‘ نہ اس کے منہج و منہل میں اختلاف تھا اور نہ وہ کتاب وسنت کے چشمہ صافی سے دور تھی۔

پھر حالات نے کروٹ لی اورلوگ زمانہ وحی سے دور ہوئے اور پہلی جماعت اور ان سے فیض حاصل کرنے والے لوگ گزر گئے تو بیان حق اور فروع کو اصول سے منطبق کرنے کے لیے اجتہاد کا ظہور ہوا اوراس کی گود سے اختلاف رائے نے جنم لیا۔ لیکن اس اختلاف کے باوجود کشادہ ظرفی اور فراخ دلی تھی اوران کا مقصد حق تک رسائی حاصل کرنا تھا۔

اس کے بعد ائمہ اربعہ کا دور آیا۔ لیکن ان کے یہاں مذہب ومسلک کی پابندی نہیں تھی۔ ان کا ہر ایک دوسرے سے مستفید ہوتا اور ایک دوسرے کے علم میں سے فیضیاب ہوتا۔ لیکن ان کے عہد کے ختم ہوتے ہی یہ روح کمزور ہوگئی اورلوگ اپنے امام کے اقوال وافعال کے پیچھے پڑ گئے اوران کی تائید وتوثیق میں کتب ومجلّات میں لکھنے لگے۔ اس تعصب مذہبی نے ایسا رنگ دکھایا کہ لوگ حتیٰ کہ طلبہ اپنے امام کے مخالف باتوں ومسئلوں کو سنتے ہی انکار کر دیتے اور مناقشہ ومناظرہ علمیہ میں شدت وتعصب سے کام لیتے۔

اختلاف رائے فطری امر ہے

فروعی مسائل میں اختلافات تقاضا بشریت ہے اور علوم وفنون‘ عقل وشعور اور فکر وخیال میں اختلاف وتفاوت اللہ تعالیٰ کی حکمت ومصلحت کی متقاضی ہے۔ جیسا کہ اس نے رنگ ونسل‘ زبان اور دین ومذہب میں لوگوں کے درمیان تفاوت وفرق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رکھا ہے۔ لہٰذا یہ تفریق تعدد آراء و افکار اور احکام و مسائل کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح اختلاف زبان و رنگ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ اسی طرح اختلاف عقل و شعور اور اس کے ثمرات و نتائج بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ہے اور اس کی طاقت و قدرت کی دلیل ہے کیونکہ اگر سارے لوگ یکساں ہوتے تو کائنات کی تعمیر و ترقی حاصل نہیں ہوتی۔ اس لیے اس کا رفع دفع ممکن نہیں ہے اور نہ یہ امت اسلامیہ کے لیے خطرہ و نقصان دہ ہے اور آراء و افکار میں اختلاف ہوتے ہوئے اتحاد و اتفاق ممکن ہے۔ کیونکہ خطرہ و زیاں مخالفت میں ہے نہ کہ اختلاف میں۔

چنانچہ ائمہ دین کوئی بات ایسی نہیں کہتے تھے جو احادیث کے مخالف ہو' بلکہ وہ علماء کسی کی مخالفت بھی نہیں کرتے تھے اور اپنی رائے کو دوسرے کی موافقت میں مخالفت کی رعایت کرتے ہوئے ترک کر دیتے تھے۔ ان کے درمیان جو اختلاف نظر آتا ہے' اس کا مقصد صرف اور صرف حق تک پہنچنا اور مقاصد شرع کو پالینا تھا۔ وہ اختلاف اس لیے نہیں کرتے تھے کہ مخالفت کریں اور دوسرے کی رائے کو غلط ثابت کریں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ ''شریعت کے اغراض و مقاصد مجتہدین کے قبلہ تھے۔ ان میں سے کسی ایک کی طرف جس نے بھی قصد کیا' اس نے حق کو پالیا۔ اس لیے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کو بخشش و عطیات میں برابری کرتے تھے اور کسی فضل و سبقت کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ دنیا متاعِ حیات ہے اور اس کا فضل ان کی اجرتوں میں ہے۔ چنانچہ آپ جب خلیفہ ہوئے تو تفاوت منزلت کا اعتبار کر کے بخشش و عطیات عنایت کرتے۔'' (حقیقۃ القولین)

فروع و اجتہاد میں اختلاف عہد صحابہ و تابعین میں بھی تھا اور اب تک ہے لیکن اس کے باوجود یہ اسلامی وحدت و یگانگت اور اتحاد و یکجہتی کی راہ میں مانع و حائل نہیں ہے۔ ہمارے اسلاف مختلف فیہ ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے ہمدرد و غمخوار اور متفق و متحد تھے۔

اختلاف اور خلاف میں فرق

اختلاف اور خلاف (مخالفت) دونوں کا مادہ ایک ہے اور دونوں لفظ ''خلف'' سے مشتق ہے اور بسا اوقات دونوں ایک دوسرے کے معنی میں مستعمل ہیں' لیکن قرآن میں وارد ان دونوں کلموں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ''خلاف'' حالت نافرمانی اور حکم عدولی کے وقت بولا جاتا ہے' جیسا کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرآن میں آیا ہے:

﴿فليحذر الذين يخالفون عن أمره﴾ (سورۃ نور:۶۳)

''جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں' انھیں ڈرتے رہنا چاہیے۔''

اس آیت میں یختلفون نہیں کہا گیا اور ''اختلاف'' مغایرت فہم وتفاوت فکر کے معنی میں آتا ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿وما أنزلنا عليك الكتاب إلا لتبين لهم الذين اختلفوا فيه﴾ (سورۃ نحل:۶۴)

''اس کتاب کو ہم نے آپ پر اس لیے اتارا ہے کہ آپ ان کے لیے ہر اس چیز کو واضح کر دیں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔''

ابو البقاء کفوی کہتے ہیں کہ ''اختلاف وہ ہے جس میں طریقے مختلف ہوں اور مقصد ایک ہو اور خلاف وہ ہے جس میں دونوں مختلف ہوں' نیز اختلاف وہ ہے جو دلیل کا سہارا لے کر اور خلاف یا مخالفت وہ ہے جو دلیل کا سہارا نہ لے۔ اختلاف آثار رحمت میں سے ہے اور خلاف آثار بدعت میں سے ہے۔'' (کلیات جلد:۱' صفحہ:۷۹)

پس خلاف ومخالفت وہ ہے جو جھگڑا کا متحمل ہو اور اختلاف وہ ہے جو مغایرت لفظی کا متحمل ہو نہ کہ حقیقی کا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء اختلافی امور میں کہتے ہیں ''اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔''

اختلاف اُمت رحمت ہے

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ''جان لو! اس امت مرحومہ کا اختلاف مذہب بڑی نعمت اور عظیم فضل وکرم ہے اور اس کے خفیف راز کو علماء جانتے ہیں اور وہ جہلاء سے مخفی پوشیدہ ہے۔ تعجب ہے کہ بعض لوگ اپنے مسلک کو دوسرے پر فوقیت دیتے ہیں اور مفضول کی تنقیص بیان کرتے ہیں۔ بسا اوقات سفہاء کے مابین جھگڑے تک کی بھی نوبت آ جاتی ہے۔ حالانکہ فروعات میں اختلاف صحابہ و تابعین کے دور میں بھی تھا لیکن نہ ان میں سے کسی نے دوسرے سے جھگڑا مول لیا اور نہ دشمنی کی اور نہ کسی نے کسی کو خطاوار قصوروار گردانا۔

آگے لکھتے ہیں وہ سب جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے' حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ''اس امت کا اختلاف اللہ کی طرف سے اس کے لیے رحمت ہے۔'' سے مستنبط ہے۔ (الجامع الصغیر للسیوطی:۱/۱۳) (یہ حدیث موضوع ہے' سلسلہ للالبانی:۵۷۰ مترجم)

معلوم یہ ہوا کہ اختلاف اس امت کے امتیاز وخصوصیت میں سے ہے اور اس دین کی وسیع ظرفی میں سے ہے' بایں طور کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء ایک شریعت دے کر ایک اُمت کے لیے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھیجے جاتے تھے اور ان کے زمانے میں بہت سارے فروعات میں اختیار نہیں ہوتا جو ہماری شریعت میں مشروع کر دیا ہے۔" (جزیل المواہب: ۲۱)

قاسم بن محمد کا قول ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اختلاف عمل کے ذریعہ نفع پہنچایا۔ اس طرح کہ ان میں سے کسی ایک کے عمل پر عمل کرنے والا عمل نہیں کرے گا مگر وہ اپنے کو وسعت میں پائے گا۔" (جامع بیان العلم و فضلہ: ۲/۸۰)

اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز سے منقول ہے "مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف نہ کریں۔ اس لیے کہ اگر ایک ہی قول ہوتا تو لوگ تنگی وحرج میں پڑ جاتے۔ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی کا قول لے گا تو وہ سنت ہو گی۔" (مرجع سابق)

اسی طرح حدیث میں آیا ہے "میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں، ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے، ہدایت پاؤ گے۔" (بیہقی، یہ حدیث بھی موضوع ہے۔ دیکھیے سلسلہ الاحادیث الضعیفۃ: ۵۸ مترجم)

اجتہاد اس امت کے لیے اعجاز ہے

اجتہاد کو امم ماضیہ میں اعلیٰ مقام و مرتبہ حاصل نہ تھا اور نہ ہی وہ انسانی معاشرہ وسماج کے لیے اجتماعی تغیرات اور زمانی و مکانی خصوصیات کے علاج کا طریقہ تھا۔ اس لیے کہ وحی الٰہی وقفہ وقفہ سے آتی رہی، بلکہ ہر قوم کے لیے ان کے اطوار وطریقے اور شریعت نیز ان کی زندگی میں پیدا ہونے والے نئے مسائل کو بیان کرنے کے لیے ان کے زمانہ میں آسمانی پیغامات آتے رہے اور اجتہاد کے لیے کوئی دروازہ نہیں چھوڑا جاتا۔ اس میں حکمت شاید یہ تھی کہ انسانیت عہد طفولیت سے گزر رہی تھی۔ عقل انسانی پختہ نہیں ہوئی تھی اور آخری عالمگیر پیغام قبول کرنے اور اجتہاد کی ذمہ داری لینے کی اہل نہیں ہوئی تھی۔ لیکن جب عقل وشعور ترقی کے مراحل طے کر کے پختگی اور سن شعور کو پہنچ گئی تو حکمت الٰہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کو روک دینے کی متقاضی ہوئی تا کہ اسلامی شریعت آخری شریعت قرار پائے اور عقل بشری کو اجتہاد کی ذمہ داری سپرد کر دی جائے جو ان کے لیے رشد و ہدایت کی علامات ونشانات واضح کرے، اور عدل وانصاف اور اصلاح کے قواعد مقرر کرے۔

صاحب المنار ﴿ولو شاء الله لجعلكم أمة واحدة﴾ (سورۃ مائدہ: ۴۸) کی تفسیر کے سیاق میں رقمطراز ہیں کہ "اسلامی شریعت انسانی آزادی (جو سن رشد اور پختگی کے لائق ہے) کے اساس پر مبنی ہے۔ اسی لیے اس کے اندر دنیاوی مسائل کم ہیں اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس میں اجتہاد ضروری قرار دیئے گئے ہیں۔" (تفسیر المنار: ۴/ ۲۴۸)

عقل انسانی کو اجتہاد کا اس کی شرائط کے مطابق مکلّف بنانے میں عموماً اس امت کا اعجاز خصوصاً اس کے علماء کی تکریم و نوازش ہے، بایں طور کہ مجتہد یا مفتی درحقیقت تین وجوں سے نبی کا نائب ہوتا ہے۔

۱۔ وہ نبی کی شریعت کا وارث ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "علماء انبیاء کے وارثین ہیں اور انبیاء دینار و درہم وراثت میں نہیں چھوڑتے ہیں، بلکہ وہ علم وراثت میں چھوڑتے ہیں۔" (ابوداؤد)

۲۔ لوگوں تک احکام پہنچاتے اور انھیں بشارت دینے اور ڈرانے میں نائب ہے۔ ارشادِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے "خبردار حاضر غائب کو پہنچادے۔" (بخاری)

۳۔ منقولات احکام کو مستنبط کرنے میں، شاطبی نے اس وجہ سے اسے شارع گردانا ہے اور اس کی اتباع کو واجب گردانا ہے، جس کے لیے کہ وہ نبی کا نائب ہے۔ حدیث میں آیا ہے "جس نے قرآن پڑھا، گویا نبوت اس کے دونوں پہلو میں چلی آتی ہے۔" (حاکم بیہقی)

اجتہاد کا اختلاف شریعت میں تضاد نہیں

اس میں شک نہیں کہ شریعت میں کوئی تضاد و تناقص اور اختلاف نہیں ہے۔ ارشاد ربانی ہے "اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت اختلاف پاتے۔" (سورۃ النساء: ۸۲)

اختلاف اجتہاد بھی شریعت میں تضاد نہیں ہے۔ جیسا کہ گمان کیا جاتا ہے اور اس گمان کی وجہ دراصل شریعت اور فقہ میں تمیز نہ کرپانا ہے۔ اس لیے یہاں دونوں میں تفریق ضروری ہے۔

شریعت اعتقادی و عملی احکام کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بطور وحی نازل کیا ہے اور وہ کتاب و سنت کے مقدس نصوص سے عبارت ہے اور فقہ عملی و شرعی احکام کے اس مجموعہ کا نام ہے جو کسی واضح نص سے ثابت ہو یا عام اصول و قواعد سے مستنبط ہو اور یہ فطری امر ہے کہ مجتہدین کے استنباط تفاوت فہم و شعور کی وجہ سے مختلف ہوں گے اور اختلاف کا مرجع فہم ہے نہ کہ نصوص۔

ماہنامہ ترجمان الحدیث فیصل آباد
میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

© rasailojaraid.com